ماہِ صیام

مطلع افلاک پر ہلال ماہِ صیام طلوع ہوگیا۔تقبل اللہ منی ومنک۔گلشن اسلام میں قافلہ بہار اتر آیا۔ اہلِ اسلام کی سرشت میں سرِشتہ تقویٰ و پرہیز گاری کی قوتیں عزم نو کے ساتھ جوش مار کر سبزہ نورستہ کی مثل باہر آگئیں۔ارض وسماء پر روحانیت کی فضا طاری ہوگئی۔شیاطین جکڑ دیئے گئے اور شیخ وشاب سبھی شاداں وفرحاں سحر وافطار کی برکات ولذات سے شادکام ہونے لگے۔ ماہِ رمضان، ماہ قرآن ہے۔اس لیے دن رات، تلاوت قرآن کے نغمے دنیائے دل میں سکون اور کانوں میں رس گھول رہے ہیں۔تعلق باللہ، جو علائق دنیا کی وجہ سے کہیں کمزور ہوگیا تھا،صیام وقرآن کے ارتباطِ تازہ سے،از سرِنو مستحکم ہوگیا ہے۔

خوش الحان حفاظ وقراء، مساجد کے گوشوں میں بیٹھے،قرآن کا دور کررہے ہیں۔فضا میں ان کی روح پرور تلاوت کی صدا، شہد کی مکھیوں کی گنگناہٹ کی طرح، رچ بس گئی ہے۔ رات کو نماز تراویح میں، یہ حفاظ قرآن کے دریا بہائیں گے اور شائقین قرآن کے اس دریا میں ڈوب کر ظاہری وباطنی مہارت ومعرفت کی پیاس بجھائیں گے۔

روزہ، اللہ اور بندے کے درمیان، ایک راز ہے۔صائمین اپنی قسمت کی بلندی اور اپنی شخصیت کی مکرمت پر غور تو کر کے دیکھیں کہ روزہ انہیں کہاں لے گیا ہے۔ وہ کس مقام رفیع پر پہنچ گئے ہیں۔ جہاں وہ اللہ کے راز داں ہو گئے ہیں۔ یہ راز دانی یک طرفہ نہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے روزہ داروں پر اپنی معرفت کے اسرار ورموز کا کچھ حصہ واشگاف کر دیتا ہے۔ یہ سچی معرفت ہے جو روزہ اور سماعت وتلاوت قرآن سے ملتی ہے۔ وہ معرفت مکاری ہے۔شیطانی ہے جو مساجد سے باہر، غیر اللہ کے اڈوں پر طبلہ، سارنگی، ہارمونیم اور ڈفلی خنجری لے زیر وبم سے ملتی ہے۔اول الذکر دنیائے دل کو آباد کرتی ہے جبکہ ثانی الذکر اس دنیا میں ایک ایسا اضطراب پیدا کرتی ہے جس کا علاج جام ومینا میں پایا جاتا ہے وارث شاہ کے عشق کی ''گجی رمز'' کی تفسیر ہیر رانجھا کے وصل کی شب میں دیکھ سکتے ہو۔ جسے پڑھ کر یہی کہا جا سکتا ہے۔ناطقہ سر بگریباں، اسے کیا کہیے؟

معرفت الٰہیہ کے اسرار قرآن مجید کھولتا ہے، یہ پڑھو، یہ سمجھو، یہ سنو، یہ سناؤ۔ حدیث نبی ﷺ کو

سینے سے لگاؤ کہ اس میں تمہارے تزکیہ نفس کا پورا پروگرام موجود ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا، تو نبی اکرم ﷺ مقصد بعثت ہی پورا نہ کر گئے ہوتے اور ایسا محالات میں سے ہے۔ معرفت، شریعتِ اسلام کی پیروی سے حاصل ہوتی ہے۔ شریعت اسلام، حدیث میں منضبط ہے۔ تزکیہ نفس، اسلام کی آخری غایت ہے۔ اس ضمن میں قرآنی آیات رہنمائی کرتی ہیں نہ کہ گمراہ کن چلّے۔

ہاں اسی رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف سنتِ نبوی ﷺ میں موجود ہے۔ یہ ضرور کرو، علائق دنیا چھوڑو، توڑو اور اعتکاف کی طرف دوڑو، دورانِ سال، میدانِ زندگی میں ساعی رہنے کی وجہ سے، اللہ کی یاد میں کچھ غفلت ہوگئی ہو اور دوری پیدا ہوگئی ہو تو اعتکاف میں یکسو ہو کر اللہ کی یاد میں واقع ہو جانے والے نقصان کا ازالہ کرو۔ نوافل پڑھو، قرآن کی تفسیر پڑھو۔ حدیث میں قرآنی حکمت کا سبق پڑھو مگر یہ سب نعمتیں اللہ کی مساجد میں ملتی ہیں۔ غیر اللہ کے اڈوں پر نہیں۔ ایک مسجد میں جگہ کم پڑ جائے تو دوسری میں چلے جاؤ۔ لیکن مساجد سے باہر ''شہر اعتکاف'' آباد کرنا، سنت نبوی میں کہیں نہیں آیا۔

تراویح کی نماز باجماعت تین رات، حضور اقدس ﷺ کی سنتِ ثابتہ ہے۔ فجر صادق کو اس باجماعت نماز تراویح پر اللہ تعالیٰ کی زبردست پسندیدگی کی خبر ملی تو چوتھی رات کو اسے صحابہ رضی اللہ عنہم کی انفرادی صوابدید پر چھوڑ دیا کہ کہیں یہ امت پر فرض نہ کر دی جائے۔ عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے، سہ روزہ سنت نبوی ﷺ کو زندہ کر کے باجماعت تراویح بحال کر دی۔ علتِ امکانی جاتی رہی۔ اس لیے بحالی واجب تھی۔ نبی کریم ﷺ کے جانے کے بعد، اب کوئی نیا فرض امت پر عائد نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لیے یہ کہنا کہ نماز تراویح باجماعت عمرؓ کے حکم سے جاری ہوئی، پرلے درجے کی غلط بیانی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے صرف وہ صوابدیدی اختیار سلب کیا تھا، جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بخوفِ عائد فرض و بغرض سہولت امت صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ کا راستہ سبیل المومنین ہے جس کی اتباع سبیل نبی ﷺ کی طرح فرض عین ہے۔ قرآن میں بالصراحت لکھ دیا گیا ہے۔ (مفہوم) جس نے رسول ﷺ کے سبیل سے علیحدگی اختیار کی اور غیر سبیل المومنین کی اتباع کی تو اللہ اسے ادھر ہی موڑ دیتا ہے، جدھر وہ منہ موڑتا ہے اور اسے جہنم میں ڈالتا ہے جو بدترین ٹھکانا ہے۔ اس لیے جو لوگ نماز تراویح باجمات کو ہلکا لیتے، وہ سراسر غلطی پر ہیں اور جو اسے سرے سے ترک کرتے ہیں، وہ معصیت کے مرتکب ہیں۔